پ کیا حاملہ کو حیض آسکتا ہے؟

حاملہ عورت حائضہ نہیں ہوسکتی، جیسا کہ :

⋆ حدیث ہے، کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہمانے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی، تو عمررضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ، تو آپ نے فرمایا:

مُرْہ، فلیراجعها، ثمّ لیطلّقها طاهراً أوحاملاً ۔

''اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے، پھر طہر یا حمل کی حالت میں طلاق دے۔''

(صحیح بخاری: ۵۲۵۱، صحیح مسلم: ۱٤۷۱، واللفظ لہ،)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حاملہ عورت کو حیض نہیں آسکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کو طہر کے قائم مقام کیا ہے، اگر حمل میں بھی حیض آسکتا، تو حیض میں طلاق کو منع قرار دے کر حمل میں طلاق دینے کے حکم کا کیا معنیٰ؟

⋆۲ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إذا رأت الحامل الصّفرۃ توضّأت وصلّت، وإذا رأت الدّم اغتسلت وصلّت، ولا تدع الصّلاۃ علیٰ کلّ حال ۔

''جب حاملہ زرد رنگ کا پانی دیکھے، تو وضو کر کے نماز پڑھے، اور جب خون دیکھے، تو غسل کر کے نماز پڑھے، کسی بھی صورت میں نماز نہیں چھوڑ سکتی۔''

(مصنف عبدالرزاق: ۱/۳۱۷، الأوسط لابن المنذر: ۲/۲۲۹، وسندہ، حسن)

تنبیہ!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے مخالف ایک ضعیف روایت بھی آتی ہے:

قال ابن المنذر: حدّثنا محمّد بن عبداللّٰہ بن عبدالحکم ثنا ابن وهب أخبرنی ابن لهیعۃ واللّیث بن سعد عن بکیر بن عبداللّٰہ عن أم علقمۃ عن عائشۃ زوج النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم أنّها سئلت عن الحامل تری الدّم أتصلّی؟ قالت: لا تصلیّ حتّی یذهب الدّم۔

''آپ سے سوال کیا گیاکہ اگر حاملہ کو خون آئے تو نماز پڑھے گی؟آپ نے فرمایا: خون ختم ہونے تک نماز نہیں پڑھے گی'' (الأوسط لابن المنذر:۲/۲۳۹، ۲٤۰)

یہ روایت بلحاظ سند''ضعیف'' ہے، عبداللہ بن وہب المصری نے'' تدلیس عطف'' کی ہے، چنانچہ اپنے پہلے شیخ ''ابن لہیعہ (جو کہ ضعیف مدلّس ہیں) سے سماع کی تصریح کی ہے، جبکہ دوسرے شیخ لیث بن سعد کو عطف کے ذریعے ان سے ملا دیا ہے۔

محدثین کے ہاں ایسی صورت میں مدلس راوی کادوسرے شیخ سے سماع ثابت نہیں ہوتا ، چنانچہ جن سے سماع کی صراحت ہے ، وہ خود ضعیف و مدلس ہیں اور ''عن'' سے بیان کررہے ہیں، جبکہ لیث بن سعد''ثقہ'' ہیں، لیکن ان سے سماع کی صراحت نہیں، لہٰذا یہ ہاں تدلیس عطف مؤثر

فائدہ:

اس روایت کی راویہ أمّ علقمہ ''صدوقہ'' اور حسنۃ الحدیث''ہے، اس کو امام عجلی (۵۲۵)، امام ابن حبان، امام حاکم(۱/٤۸۸) وغیرہ نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

⋆۳ امام شعبہ بیان کرتے ہیں کہ امام حکم بن عتیبہ نے حاملہ کو آنے والے خون کے بارے میں فرمایا:

لیس بشییئٍ ۔ ''یہ کچھ بھی نہیں۔''اور حماد بن ابی سلیمان فرماتے ہیں:

هی بمنزلۃ المستحاضۃ ۔ ''ایسی عورت مستحاضہ کے حکم میں ہے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۱۲،وسندہ، صحیح)

⋆٤ امام جابر بن زید(مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۲۱۲، وسندہ، حسن)، سلیمان بن یسار(مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۲۱۲،مصنف عبدالرزاق: ۱/۳۱۷، وسندہ، صحیح) ،عطاء بن ابی رباح (مصنف عبدالرزاق: ۱/۳۱٦ ، وسندہ، صحیح)، سعید بن مسیب(مصنف عبدالرزاق:۱/۳۱٦، وسندہ، صحیح) ،امام احمد بن حنبل (مسائل احمد لأبی داؤد: ۲۵)،ابن المنذر(الأوسط: ۲/۲٤۱) اور امام ابوعبید وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔

تنبیہ!

امام زہری (مؤطاامام مالک، وسندہ، صحیح) ،مجاہد (دارمی: ۹۶۲،وسندہ، صحیح)، عکرمہ (دارمی: ۹۶۳، وسندہ، صحیح)،بکر بن عبداللہ المزنی (دارمی: ۹۶۷، وسندہ، صحیح) ،قتادہ (مصنف عبدالرزاق: ۱/۳۱۶، وسندہ، صحیح) کا مذہب ہے کہ حاملہ کو حیض آسکتا ہے،واضح رہے کہ یہ بے دلیل مذہب ہے۔

الحاصل:

حاملہ عورت کو حیض نہیں آسکتا، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم نے طلاق کی بحث میں غیر حاملہ کی عدّت تین حیض بیان کی ہے، جبکہ حاملہ کی وضع حمل، اگر حاملہ کو بھی حیض آسکتا ہوتا، تو اس کی عدّت بھی تین حیض مقرر کر دی جاتی۔